Al-Aẓvā الاضواء
ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904
Volume 36, Issue, 55, 2021
Published by Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, 54590 Pakistan

شاہ ولی اللہ اور ایڈم سمتھ کے نظریہ محنت کا تحقیقی جائزہ

Research review of Shāh Walī Ullāh and Adam Smith's Theory of Labor

کرن مشکبار فاطمہ *

عبدالقدوس صہیب **

Abstract:

Multiple views regarding labour have been around in different areas of human history. In order to survive, man needs food, clothes and a roof over his head, and he strives for them. Mankind cannot nurture without the virtue of labour and hardwork. In other words, mankind is linked with life on the basis of labour. This rule applies to people, both individually and generally. Man works with the assistance of tools. It is impossible to understand the process of production without sources. All the people engage in labour, both physical and mental, for the betterment of society as a whole. This article will cover the ideologies of Shāh Walī Ullāh and Adam Smith regarding labour and how two people existing in the same period of time, butat different parts of the world, hold diverging outlooks on the same matter of labour.

Keywords: Labour; Shāh Walī Ullāh; Adam Smith; Society

تعارف:

اسلام کے معاشی نظام پر قرآن وسنت کی بنیادی تعلیمات کے ذریعے صحابہ کرامؓ اور اس کے بعد تابعین و تبع تابعین اور فقہاء نے اسلام کے معاشی نظام پر اس کی عملی جہتوں کے لیے علمی اور عملی کام اس حد تک کیا کہ جس پر مسلمانوں نے صدیوں تک دنیا کے معاشی نظام کو چلایا ہی نہیں بلکہ دنیا کی رہنمائی (Lead) کی۔ تجارت، درآمدات و برآمدات، زراعت اور صنعت و حرفت میں اتنا علمی ذخیرہ معرض وجود میں آیا جس کی بنا پر امام ابو یوسف نے کتاب الخراج، ابو عبید القاسم بن سلام کی کتاب الاموال، محمد بن الحسن الطوسی کی الاَقتصاد فیما یتعلق بالاعتقاد اور امام غزالی کی

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان

** پروفیسر و چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان

الاقتصاد فی الاعتقاد کی کتب شامل ہیں۔اسی طرح اسلامی معاشیات پر اسلامی فقہ میں بھی بہت ساذخیرہ موجود ہے جیسا کہ کتاب المضاربت، کتاب الشراکت، کتاب الذکوٰۃ، محنت ومزدوری کی اہمیت،آجر واجیر کے حقوق وفرائض پر تفصیلی عنوانات جامعیت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں لیکن جیسے جیسے زمانہ بدلا اور مسلمانوں پر سیاسی زوال ہوا اُسی طرح مسلمان معاشی طور پر بھی زوال پذیر ہو گئے۔ مغرب سے اٹھنے والی علمی و معاشی تحریکوں نے دنیا پر اپنی جگہ بنائی اور اپنے نئے معاشی نظام کو متعارف کروایا جس میں نظام سرمایہ داری نے یورپ میں اپنا تسلط کو قائم اور اپنی بڑھتی ہوئی قوت کے ساتھ دنیا کے دیگر ممالک کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

نظام سرمایہ داری کے بانی ایڈم سمتھ نے اس کی وکالت میں علمی اور عملی کام کیے لیکن سو سال کے اندر ایک دوسری تحریک اس نظام کے سامنے آئی جسے اشتراکیت یا کمیونزم کہتے ہیں اور اشتراکی فکر کے افکار کارل مارکس نے دیئے اور دنیا کو ایک دوسرے نظام معیشت کی طرف متوجہ کیا اور اشتراکی سوچ و فکر نے نظام سرمایہ داری کے ظلم و ستم کے خلاف علمی و عملی جدو جہد کی اور چند ممالک میں اشتراکی نظام کو غالب کر دیا۔ یہ کشمکش نظام سرمایہ داری اور اشتراکی نظام میں اٹھارہویں صدی عیسوی سے جاری ہے۔ اسی پس منظر میں مسلم مفکر شاہ ولی اللہ (۱۷۰۳ـ ۱۷۶۳ء) جو کہ اٹھارہویں صدی عیسوی نے اسلامی معیشت کے فلسفے کو بدلتے ہوئے حالات کے مطابق پیش کیا۔ شاہ ولی کے معاشی نظریات قرآن وسنت سے اخذ شدہ تھے جو کہ سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام سے بالکل منفرد تھے۔ شاہ ولی اللہ اور ایڈم سمتھ کے تمام معاشی نظریات کا احاطہ کرنا تو ممکن نہیں ہے اس لیے ہم نے زیر نظر تحقیقی مضمون میں شاہ ولی اور ایڈم سمتھ کے نظریہ محنت کا تحقیقی جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔

ضرورت واہمیت:

دنیا کے اندر دو معاشی نظام اس وقت بر سر پیکار ہیں جبکہ ابدی نظام معیشت جو کہ اسلامی نظام معیشت ہے وہ ہمیں کہیں نظر نہیں آرہا لیکن اس کے اصول و قواعد جو کہ معاشی خوشحالی اور بہتری کو لانے کے لیے کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کے معاشی اصولوں پر تحقیق کرتے ہوئے ان کو عملی طور پر لانے کی ترتیب کو بیان کیا جائے۔ اسی سلسلے میں شاہ ولی اللہ نے اسلام کے معاشی اصولوں پر حجۃ اللہ البالغہ، البدور البازغہ اور خیر کثیر میں جو معاشی اصول بیان کیے ہیں آج ان کو علم کی دنیا میں زیر بحث لانے کی اور عملی شکلوں کے نفاذ کی ضرورت ہے۔

شاہ ولی اللہ کا نظریہ محنت جو کہ قرآن وسنت سے ماخوذ ہے کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ پیش نظر مقالہ ان کے اصول محنت اور ایڈم سمتھ کے اصول محنت کا تحقیقی جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ نظام سرمایہ

داری جو کہ دنیا میں غالب معاشی نظام ہے اس کا اسلام کے نظریہ محنت کے ساتھ ایک تحقیقی مطالعہ پیش کیا جائے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ کونسا نظریہ محنت دنیا کو معاشی ترقی کی طرف لے جا سکتا ہے۔

محنت کا معنی و مفہوم:

مِحَن کسمج، م، فت ح۔ج۔ مذ محنت کی جمع، صعوبتیں۔ واحد۔ محنت (سک ح، فت ن) تکان مشق، مزدوری، مرکب عطفی محنت شاقہ (کسمج ت۔ شد فت ق) سخت محنت۔

محنتی کس مج م، سک ح، فت ن۔ صف محنت کرنے والا: زحمت کش۔ عام محنتی۔ [1]

عربی زبان میں محنت کے لیے عمالۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

عَمَالَة، عُمَالَة، عِمَالَة۔ مزدوری، روزگار

عُمَّالی: خاص بالطبقة العاملة۔ مزدورں سے متعلق۔ [2]

عَمِلَ (س) عملاً کام کرنا۔ محنت کرنا، عَمَّلَہٗ۔ اجرت دینا، اِعْتَمَلَ ۔ کام میں مضطرب ہونا، استَعْمَلَہٗ۔ عامل بنانا کام کرنے کو کہنا۔ العَمِلُ۔ کاریگر۔ [3]

Labour:

Labour is also spelled labor. In economics, the general body of wage earner is called labour. In more technical and special sense, labour means any valuable service in the production of wealth rendered by human agent. It includes the service of manual labourer. The appliance of the physical energies of people to the work of production is an element in labour but self-direction and skills within a larger or smaller sphere are also its element.[4]

According to Abraham Lincoln US president,

Labour is prior to, and independent of, capital is only the fruit of labour and could never have existed if labour had not first existed. Labour is the superior of the capital and deserves much the higher consideration. [5]

انسانی دولت، مفادات اور مکاسب انسانی عمل و محنت ہی کے مرہون منت ہیں۔ کہیں محنت براہ راست اور نمایاں ہوتی ہے اور کہیں بالواسطہ اور پنہاں۔ عمل و محنت کے بغیر نہریں، چشمے اور قدرتی سوتے تک خشک ہو جاتے ہیں۔ [6]

اسلام کے نقطہ نظر سے محنت بھی زمین اور سرمایہ کی طرح ایک معاشی عامل ہے اور یہ سب عوامل منافع میں حصہ داری کا استحقاق پیدا کرتے ہیں۔ ان عوامل کے درمیان حصہ داری کا تعین عرف عام پر ہے اگر لوگ انصاف کر رہے ہوں۔ اگر انصاف نہ ہو تو قانون کو مداخلت کا حق پہنچتا ہے۔ [7]

عوامل پیداوار کا ایک بنیادی یونٹ محنت ہے۔ محنت ایک ایسا اسم اجتماعی ہے جو انسانی جسمانی کوشش، مہارت، ذہنی صلاحیت وغیرہ سے ہونے والی پیداواری خدمات کو دیا گیا ہے۔

قرآن کا تصور محنت:

قرآن کی تعلیمات کے مطابق انسان کیلئے وہی کچھ ہے جس کیلئے وہ محنت کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اس قانون کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ [8]

"انسان کیلئے وہی ہے جس کیلئے اس نے سعی کی۔"

یہاں محنت سے مراد کسی بھی نوعیت کی ایسی سرگرمی ہے جس سے افادہ میں اضافہ ہو۔ یہ اضافہ مادی اور غیر مادی دونوں طرح کا ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ جو بھی محنت انسان کرتا ہے وہ اپنی ذات کیلئے ہی کرتا ہے۔ [9]

﴿وَمَنْ جَاہَدَ فَاِنَّمَا يُجَاہِدُ لِنَفْسِہٖ﴾ [10]

"اور جو بھی جدوجہد کرتا ہے اپنی ذات کیلئے کرتا ہے۔"

اس میں انسانی ذات کو اس کے اعمال کا مکلّف ٹھہرایا گیا ہے۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ:

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ [11]

"اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔"

اس آیت سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ غیر مکسب آمدنی کا تصور جس کی وجہ سے معاشی بوجھ پیدا ہوتا ہے قرآنی تعلیمات سے صریحاً روگردانی ہے۔

ایک انسان اپنی زندگی میں جو کچھ حاصل کرتا ہے اس میں اس کی اپنی محنت ہوتی ہے۔ جس میں اس کو اختیار ہوتا ہے باقی عوامل پر اسے اختیار ہی نہیں ہوتا۔ انسانی اختیار محنت تک محدود ہے۔

محنت کا قانون فطرت انسانی زندگی کی بقا کیلئے نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر انسان فلاح حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو تخلیق کیا اس وقت سے ہی محنت کا یہ فطری قانون رکھ دیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿لَآ اُقْسِمُ بِہٰذَا الْبَلَدِ۔ وَاَنْتَ حِلٌّ بِہٰذَا الْبَلَدِ۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ﴾ [12]

"میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی اور آپ کیلئے اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے اور قسم ہے باپ کی (آدم) اور اولاد (انسانیت) کی کہ ہم نے انسانوں کو بڑی محنت اور مشقت میں پیدا کیا۔"

اس آیت میں انسانی زندگی کو جدوجہد اور مشقت سے عبارت قرار دیا گیا ہے۔ انسانی زندگی کا محنت اور مشقت کے بغیر ہونا۔ اپنی وجہ تخلیق سے انحراف اور قانون فطرت سے انحراف ہے۔

اسی حوالے سے قرآن میں واشگاف لفظوں میں یہ کہہ دیا گیا ہے کہ:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾[13]

"بیشک اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت کو خود نہ بدلے۔"

گویا اسلام کی نظر میں جو شخص حلال طریقے سے روزی کمانے کیلئے محنت کرتا ہے۔اس کیلئے مشقت اٹھاتا ہے۔ اس کی تلاش میں شہروں اور ملکوں کے سفر کرتا ہے۔اس کی جستجو میں راتوں کو جاگتا ہے تو وہ قابل احترام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے محنت کی اہمیت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ:

﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾[14]

"پس جب نماز قائم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور اللہ کے خزانوں سے رزق تلاش کرو۔"

اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ زمین کی وسعتوں میں پھیل کر اللہ کے عطاء کئے ہوئے خزانوں سے رزق تلاش کرو۔ یعنی رزق کی تلاش اور اس کیلئے محنت کرنا لازمی ہے۔ گویا انسانی معاشرے میں محنت ہی وہ بنیادی اور اہم چیز ہے جس کی بدولت انسان رزق حلال حاصل کر سکتا ہے۔

حدیث میں تصور محنت:

حدیث میں معاشی نظام کے حوالے سے محنت کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کی زندگی میں ہمیں اس کے جھلک واضح طور پر ملتی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے معاشی نظام میں محنت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے انبیاء کا طرز عمل بتایا کہ:

"عن المقدام عن النبیﷺ قال ما اکل احد طعاما قطه خیراً من ان یاکل عمل بیده وان نبی الله داؤد علیه السلام کان یاکل من عمل یده"۔[15]

"حضرت مقدام کہتے ہیں کہ نبی اکرم نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام جو اللہ کے نبی تھے۔ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔"

گذشتہ انبیاء کے علاوہ خود آپ ﷺ نے اپنی معاشی ضروریات اور احتیاجات کیلئے محنت و مشقت فرمائی اور اس سے اپنی ضروریات کو پورا فرمایا۔

"عن ابی ہریرة عن النبیﷺ قال ما بعث الله نبیاً الا راعی الغنم: فقال اصحابه وانت، فقال نعم کنت ارعاہا علی قراریط لاہل مکة"۔[16]

"حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے کوئی نبی ایسا مبعوث نہیں کیا۔ جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہ نے دریافت کیا۔ کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟آپ ﷺ نے فرمایا میں نے بھی۔ اہل مکہ کی بکریاں چند ٹکوں کے عوض چرائی ہیں۔"

محنت کے بغیر انسان بے کار ہو جاتا ہے۔ اس لئے رزق کے حصول کیلئے جدوجہد کرنا بے حد ضروری ہے۔ محنت کے بغیر زندگی گزارنے والا انسان معاشرہ پر بہت بڑا بوجھ ہے۔

کی تعریف اس طور بھی کی گئی ہے کہ:

محنت وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان چیزوں کو ان کی مناسب جگہ پر رکھا جاتا ہے۔

یہ تشریح مفید محنت پر صادق آتی ہے۔ جس محنت کے ذریعے سے چیزوں کو بے موقع یا نامناسب جگہ پر رکھا جائے وہ غیر مفید ہیں۔ مثلاً کنویں کھودنے، نہریں یا ریل کی سڑکیں بنانے، زمین جوتنے میں محنت صرف ہو جو کہ رفاہ عامہ اور عوام الناس کی بہبود کے کام ہیں تو یہ محنت مفید اور نتیجہ خیز ہے اور اگر روپیہ ایسے کاموں میں صرف کیا جائے جس سے کوئی منافع یا معاوضہ حاصل نہ ہو۔ مثلاً عیش و عشرت،امیرانہ لباس یا پھر عالیشان عمارت تو اس میں صرف ہونے والی محنت کو غیر مفید کہیں گے۔ لیکن ایک اور محنت جو کہ دماغ سے تعلق رکھتی ہے اس سے ایسی تو کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی جس کو ہم حاصل کر سکیں یا اپنے ہاتھ سے چھو سکیں۔ لیکن ایسی محنت کے بغیر بھی دنیا کا کاروبار نہیں چل سکتا۔ اسی وجہ سے اس قسم کی محنت اور بھی مفید اور ضروری ہے۔[17]

دنیا میں جب بھی کوئی شخص آمدنی حاصل کرتا ہے تو اس کا انحصار کئی عوامل پر ہوتا ہے۔ مثلاً وراثت میں ملنے والی صلاحیتیں،ماحول، تعلیم و تربیت اور موزوں مواقع کی دستیابی وغیرہ۔ لیکن اس سب میں انسان کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ جس چیز پر انسان کو اختیار ہے وہ اس کی اپنی محنت ہے۔ اور اس کا کردار اس محنت کے سوا کچھ نہیں۔ اور وہ اپنی محنت کے معاوضے کا حقدار ہے۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے صرف اور صرف محنت کی کمائی کا تصور ہے۔[18]

قدیم معاشرہ میں پیداواری تعلقات کی بنیاد سادہ امداد باہمی پر تھی۔ لوگ مل جل کر کام کرتے اور ایک جیسی محنت کرتے تھے۔ محنت کے آلات کی ترقی نے محنت کی تنظیم میں آہستہ آہستہ تبدیلی پیدا کی۔ اس طرح محنت کی قدرتی تقسیم نمودار ہوئی۔ جس میں عورتیں گھر کی دیکھ بھال کرتیں اور مرد خوراک کیلئے شکار کرتے۔ اس کے بعد قبائلی نظام شروع ہوا۔ اس میں ابتدائی تقسیم محنت کے قدرتی امتیازات پر مبنی تھی۔ بعد میں برادریوں اور پھر افراد نے پیداوار کے مختلف شعبوں میں خصوصی مہارت حاصل کرنی شروع کر دی۔ یہ محنت کی سماجی تقسیم ہے۔ ان قبیلوں نے مویشی پالنے کے کام کو اپنالیا۔ مویشی پالنے کے کام کی کاشتکاری سے علیحدگی پہلی بڑی تقسیم محنت تھی۔[19]

شاہ ولی اللہ اور ایڈم سمتھ کے محنت کے متعلق نظریات

محنت ہر فرد کے لیے:

شاہ ولی اللہ کے نزدیک بھی ہر کسی کو اپنی ذہنی و جسمانی صلاحیت اور ضرورت کے مطابق پیشہ اختیار کرنے کی آزادی ہونی چاہیئے۔ اور ایسے مواقع پیدا کرنا ضروری ہیں کہ کوئی بھی فرد بے کار نہ بیٹھے۔ بلکہ معاشرے کی ترقی کیلئے اہم کاموں میں حصہ لے۔ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

"لما کان الناس مدنیین بالطبع لا تستقیم معایشھم الا بتعاون بینھم نزل القضاء بایجاب التعاون، والا بخلوا احد منھم مما له دخل فی التمدن الا عند حاجة لا یجد منھا بدّا"۔[20]

"تمام انسان مدنی الطبع ہیں۔ اس لئے ان کی معیشت ان کے باہمی تعاون کے بغیر درست نہیں ہو سکتی۔ اس لئے حکم ہوا کہ تمام لوگ باہمی تعاون سے کام لیں اور یہ بھی حکم ہوا کہ جس چیز کو تمدن میں دخل ہے، کوئی آدمی کسی شدید حاجت کے بغیر اس سے خالی نہ رہے۔"

شاہ ولی اللہ کے محنت کے حوالے نقطۂ نظر کو عبداللہ بن مقصود نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ محنت ہی معاش کی اصل بنیاد ہے۔ جب تک کوئی شخص ملک و قوم کیلئے کام نہ کرے ملک کی دولت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ مزدور، کاشت کار اور جو لوگ ملک و قوم کیلئے دفاعی کام کرتے ہیں۔ دولت کے اصل مستحق ہیں۔ جو پیداوار یا آمدنی باہمی تعاون کے اصول پر نہ ہو خلاف قانون ہے۔ ایسا کاروبار جو دولت کی گردش کو کسی خاص طبقے میں محدود کرے، ملک کیلئے تباہ کن ہے۔

شاہ ولی اللہ کے نزدیک صلاحیتوں کا یہ فرق معاشرتی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہر فرد اپنی تمام ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس پر زور دیتے ہیں کہ ہر فرد کو اجتماعی مفاد اور ترقی کیلئے محنت کرنی چاہیئے تاکہ وہ پیدائش دولت کی سرگرمیوں میں شامل ہو، لکھتے ہیں کہ:

"بل الحق الصراح ان اللہ تبارک وتعالیٰ عنایة بالناس یوم خلق السمٰوت والاض توجب الا یھمل افراد الانسان سدًی وان یؤاخذ ھم علیٰ ما یفعلونه"۔[21]

"اور حق بات تو یہ ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تب سے اس کی نظر عنایت ہے جو اس باعث ہے کہ انسانی افراد کو بے کار نہ چھوڑا جائے اور ان کے اعمال پر مؤاخذہ کیا جائے۔"

محنت کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ شاہ ولی اللہ نے مفت خوروں پر کڑی تنقید کی ہے۔ لکھتے ہیں:

"وغالب سبب خراب البلدان فی ہذا الزمان شیئان۔ احدہما تضیقہم علی بیت المال بان یعتادوا التکسب بالاخذ منه علی انہم من الغزاۃ او من العلماء الذین لہم حق فیه او من الذین جرت عادۃ الملوک بعلتہم کالزہاد والشعراء او بوجه من وجوه التکدی ۔۔۔ انما تصلح المدینة بالجبایة ایسرۃ واقامة الحفظة بقدر الضروۃ"۔[22]

"اس زمانے میں ملک کی خرابی اور بربادی کے دو بڑے سبب ہیں۔ ایک بیت المال یعنی ملک کے خزانے پر تنگی۔ وہ اس طرح کہ لوگوں کو یہ عادت پڑ گئی ہے کہ کسی محنت کے بغیر خزانے سے روپیہ اس دعو سے حاصل کریں کہ وہ سپاہی ہیں یا عالم جن کا حق اس خزانے کی آمدنی میں ہے۔ یا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو بادشاہ خود انعام واکرام دیا کرتے تھے۔ جیسے زاہد، پیشہ ور صوفی اور شاعر وغیرہ۔ یقینا شہری زندگی کی بہتری اس میں ہے کہ ٹیکس کم اور ہلکے ہوں اور ملازمین اور محافظین کی تعداد بقدر ضرورت ہو۔"

شاہ صاحب کی فکر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پیدائش دولت کے عمل میں ہر فرد کو شریک کرنا ضروری ہے کہ وہ محنت کرے۔ اس بارے میں شاہ والی اللہ لکھتے ہیں:

"حمل الزراع علی الا یترکوا ارضاً مہملة والصّناع ان یحسنوا الصناعات ویتقنو ہا واہل البلد علی اکتساب الفضائل کالخط والحساب والتاریخ والطب الوجوه الصغیرۃ من تقدمة المعرفة"۔[23]

"اور کسانوں کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ کوئی قطعہ زمین خالی نہ چھوڑیں اور اہل صنعت کو آمادہ کیا جائے کہ وہ عمدہ اور پختہ صنعتیں پیش کریں اور اہل شہر کو آمادہ کیا جائے تاکہ وہ عمدہ فضائل علوم حاصل کریں۔ مثلا لکھنا، حساب، تاریخ، طب کا علم ومعرفت کی ترقی کی درست راہیں معلوم کریں۔"

When any man ears and tears and spends his stock without employing himself in any sphere of industry; the nation is at the end of the year so much the poorer by it.

سی ایف بسٹیبل کے مطابق جب کوئی آدمی زندگی کی اشیاء استعمال کرتا ہے اور کوئی کام نہیں کرتا تو اس طریقے سے وہ ملک کو غریب کرنے کا باعث بنتا ہے۔

یعنی حصول رزق کیلئے معاشی میدان میں آگے بڑھیں اور محنت کریں اور کوئی بھی فرد بیکار نہ بیٹھے۔ بلکہ ہر فرد معاشرے کیلئے مفید شہری بنے اور ایسے شعبوں میں کام کرے جس سے معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔ اور ایسا کوئی بھی راستہ اختیار نہ کیا جائے جس کی محنت فساد اور انتشار کا باعث بنے۔ اور جو پیشہ بھی اختیار کیا جائے اس میں

اتنی محنت کی جائے کہ اس میدان کے ماہر بن جائیں۔ اور اس محنت سے خود ان کو اور معاشرے کو فائدہ حاصل ہو۔ اور ہر فرد آزاد ہو اور ترقی کرنے کے یکساں مواقع سب کو حاصل ہوں۔

بعض لوگ جو کسی قسم کی محنت و مشقت نہیں کرتے اور دوسروں سے سوال کرنے کو اپنے لئے جائز تصور کرتے ہیں اس کے باوجود کہ اس میں ان کیلئے ذلت و رسوائی ہے۔ وہ جسمانی لحاظ سے بھی ٹھیک ہوتے ہوئے دوسروں کے آگے سوال کرنے سے ذرا بھی نہیں ہچکچاتے۔ ایسے لوگ مسلمان ملکوں میں اکثر پائے جاتے ہیں۔ بادشاہوں، امراء اور اہل ثروت کے ارد گرد جمع ہونے والے خوشامدی لوگ بھی اسی زمرے میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں اسلام نے واضح طور پر کہا کہ جب تک وہ طاقتور ہیں زکوٰۃ و صدقات لینے کے حقدار نہیں ہیں۔[24]

محنت کے حوالے سے ایڈم سمتھ نے یوں بیان کیا ہے کہ:

> The annual labour of every nation is the fund which originally suppolies it with all the necessaries and conveniences of life which it annually consumes, and which consist always either in the immediate produce of that labour, or in what is purchased with that produce from other nations.[25]

"ہر قوم کی سالانہ محنت اس کا وہ سرمایہ ہے جو اس کی ابتدائی ضروریات کا کفیل اور اس کیلئے سامان آسائش کی بہم رسانی کا ضامن ہے۔ یہ محنت اس کی ضرورتوں اور سہولتوں کی بہم رسانی کا اہتمام کرتی ہے۔ اور وہ ان چیزوں کو ان افرادِ قوم میں تقسیم کر دیتی ہے جن کی محنت کا وہ ماحصل ہے۔ یا پھر وہ ان کو لیتا ہے اور دیگر اقوام عالم کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ اور اس طرح اپنی اور اپنی قوم کے افراد کی ابتدائی ضروریات بہم پہنچاتا ہے۔ اور ان کے لئے سامان راحت فراہم کرتا ہے۔"

محنت میں مہارت کا حصول:

شاہ ولی اللہ نہ صرف مختلف پیشوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں بلکہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ محنت کے ان مختلف طریقوں اور ذرائع میں مصروف افراد اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر معاشی میدان میں ماہر بن جائیں۔ لکھتے ہیں کہ:

> وللكاسب مقامان: ينبغى ان يتأنق فيهما ويعمل براية العميق: احدہما اقتناء صنعة فكفيه، وثانيہماصرفه عليقصد تحرى ثواب، واذا دخل الرجل فى كسب فعليه ان ينظر اولا فى الآلات واصوله فاذا احكمہا فلينظر الى دقائقه وحواشيه۔[26]

"جب کوئی شخص کیس میدان معاش میں داخل ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس کے اصول

وارکان اور آلات میں خوب غور و فکر سے کام لے۔ جب وہ ان سے پوری طرح واقف ہو کر ان میں مہارت حاصل کرے تب اس کی باریکیوں اور مزید متعلقہ حاشیوں کی طرف متوجہ ہو۔ اسی طریق کار میں کامیابی وکامرانی کا راز مضمر ہے۔"

یعنی کوئی بھی پیشہ ہو اس میں محنت کرکے اس کے طریقہ کار کو پوری طرح سیکھنا اور اس سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور اس کے بعد اپنی محنت سے اس شعبہ میں مہارت حاصل کرنا تاکہ وہ اپنے اور معاشرے کیلئے مفید ثابت ہو۔ اس کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے کہ ایک پیشہ جو کہ باپ دادا سے چلا آرہا ہے اور اب اس میں تعداد زیادہ ہو گئی یا اس کام کا اب رواج نہیں رہا تو صرف اس لئے چمٹے رہنا درست نہیں ہے:

لکھتے ہیں کہ

"وأما العار الفاشی علی الناس من ان یترکوا کسبہم الاول او ان یفیقوا معاشہم فہو من فاسد الرسوم وضائع السنة، والرجل الحکیم یتنبط ولا بد وجہا یتخلص به عن العاروالجوع جمیعا بأذن ربه واصل الفساد عدم احاطة الناس بانواع الا رتفاق والجمود علی علم واحد منہا۔"[27]

"یاد رکھو یہ نہایت غلط رسم اور فاسد خیال ہے کہ ایک پیشہ چھوڑ کر دوسرا پیشہ اختیار کرنا اور اپنے عادی طریقہ معاش میں تبدیلی کرنا باعث شرم وعار ہے۔ اپنے پروردگار کے فضل سے مرد دانا عار اور بھوک سے بچنے کیلئے معقول تدبیریں اور دلیلیں اختیار کرتا رہتا ہے۔ خرابی کی اصل جڑ یہ ہے کہ لوگ سوائے اپنے ایک معین پیشہ کے دوسرے انواع صنعت وحرفت سے ناواقف ہوں اور اپنے آبائی پیشہ پر شدت کے ساتھ چمٹے رہیں۔"

علامہ اقبال نے مزدور کی دیانتداری اور چستی کو قومی دولت کے ساتھ جوڑا ہے۔ لکھتے ہیں:

"مختلف ممالک کے مزدوروں کے اخلاقی حالات مختلف ہوتے ہیں۔ مزدوروں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ دیانتدار ہوں۔ کام چور نہ ہوں اور اپنی طبیعت کے غیر نافع جذبات پر قدرت رکھتا ہو۔ جس قدر عاقبت اندیشی اور دیانتداری اس میں ہو گی۔ جس قدر اپنے مقررہ فرض کی انجام دہی کا خیال اس میں ہو گا۔ اسی قدر اس کے محنت قومی دولت کو زیادہ کرے گی۔ سست اور آرام طلب مزدور اپنے ملک اور قوم کیلئے ایک مضر رساں اور آرام طلب مزدور اپنے ملک اور قوم کیلئے ایک مضر رساں وجود ہے۔ کیونکہ اس کا وجود قوم کی دولت کو دن بدن گھٹاتا ہے"۔[28]

علامہ اقبال کے نزدیک محنت کا تقسیم کار سے دولت کی پیداوار روز افزوں ترقی کرتی ہے۔ اسلام نے بھی

انسان کو یہ تعلیم دی ہے کہ جو پیشہ یا ملازمت اختیار کرے، اس میں اچھی طرح مہارت حاصل کرے تاکہ وہ کام اور مالک کے ساتھ پورا پورا انصاف کر سکے۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے انجام دے سکے۔[29]

یعنی یہ سوچ کسی بھی طرح مثبت نہیں ہے کہ ایک پیشہ میں محنت کر کے اگر ضروریات زندگی پوری نہیں ہو رہی ہیں تو اسے چھوڑ کر حصول رزق کیلئے کوئی اور ذریعہ معاش تلاش کرنا چاہیئے۔

طفیل احمد قریشی کے مطابق صنعت و تجارت میں شاہ ولی اللہ کے نزدیک بنیادی اصول "معاونت" ہے اس میں "محنت" کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور موجود ہوتا ہے۔ لیکن ایسے کاروبار جن میں محنت کو بالکل دخل نہ ہو۔ یا جن کے ذریعہ دولت صرف چند لوگوں میں جمع ہو کر رہ جائے۔ خدا کی زمین میں فساد کا باعث ہیں۔ ان سے عدل عمرانی باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ کچھ لوگ تو عیش و آرام کی زندگی گزارنے لگتے ہیں۔ اور کچھ کی زندگی جانوروں کی طرح گزرتی ہے۔ اور ان کی بنیادی ضرورتیں بھی پوری نہیں ہوتیں۔[30]

ایڈم سمتھ محنت میں مہارت کے حصول کو زیر بحث لاتا ہے کہ یہ محنت معاشرے کیلئے مفید ہے اور قوم کو ضروریات زندگی میسر ہیں یا پھر وہ اس سے محروم ہیں اس کے حوالے سے وہ لکھتا ہے کہ اس کا انحصار دو قسم کے حالات پر ہے۔

> First, by the skill, dexterity and judgment with which its labouir is generally applied; and secondly, by the proportions between the number of those who are employed in useful labour, and that of those who are not so employed.[31]

> "اول اس کے افراد کی مہارت و کاروائی پر، ان کی کاریگری اور چابکدستی پر اور ان کی جانچ اور پرکھ پر، دوم اس نسبت پر جس نسبت سے اس کے افراد مفید اور کارآمد کاموں میں مشغول ہوتے ہیں۔ یعنی اگر اس کے افراد کی غالب تعداد مفید اور کارآمد امور میں مصروف ہے تو وہ قوم کامیاب و فائز المراء متصور ہوتی ہے ورنہ پسماندہ و ناکام گنی جاتی ہے۔"

تقسیم عمل کے اصول کو ابن خلدون نے بھی بیان کیا ہے کہ اگر ایک شخص کو کسی ایک فن میں کمال واستحکام حاصل ہے تو دوسری صنعت میں کمال حاصل کرنا اس کیلئے دشوار ہے۔ دوسرا کام کوئی دوسرا شخص کرے۔ اس میں انہوں نے علماء کی مثال دی ہے کہ ایک عالم نے کسی خاص علم میں کمال پیدا کر لیا ہے تو دوسرے علم میں اس درجہ کی مہارت حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ ان کے مطابق کسی بھی عملی اور فکری کام میں مہارت پیدا کر لینا صنعت ہے۔[32]

یعنی کسی بھی مہذب سوسائٹی کی محنت اس کی مہارت اور تقسیم کار پر مبنی ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے ہی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اور ہر شخص کو ضروریات حیات میسر آجاتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایڈم سمتھ مزدور کے محنتی اور کفایت شعار ہونے پر بھی زور دیتا ہے۔ اس میں ایڈم سمتھ پن سازی کی مثال کو بڑی تفصیل سے بیان کرتا ہے کہ ایک کارکن محنت شاقہ کے باوجود ایک پن بھی نہیں بنا سکتا۔ لیکن آج جس تقسیم کار سے کام لیا جاتا ہے اس لحاظ سے آج تمام کام ایک مخصوص صنعت بن گیا ہے۔ ایک آدمی تار کھینچتا ہے، دوسرا اس کو سیدھا کرتا ہے، تیسرا اسے کاٹتا ہے، چوتھا اس کی نوک نکالتا ہے۔ پانچواں اس کو گھستا ہے۔ اس حقیر سی صنعت میں بھی اٹھاری طرح کے عمل ہوتے ہیں۔ بعض کارخانوں میں ہر عمل کیلئے ایک کارکن کو دو دو تین تین عمل کرنے ہوتے ہیں۔ اس طرح کوآپریٹو طریق کار میں کام جلد پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

اس طریقہ کار میں جو فائدہ حاصل ہوتا ہے اس کو ایڈم سمتھ تین طرح کے حالات کے تابع قرار دیتے ہیں:

> First to the increae of dexterity in every particular workman; secondly to the saving of the time which is commonly lost in passing from one species of work to another; and lastly, to the invention of a great number of machines which facilitate and abridge labour and enable one man to do the work of many.[33]

اول: ہر کارکن کی کاریگری اور چابک دستی پر

دوم: اس وقت کے بچانے پر جو ایک قسم کا کام چھوڑنے اور دوسری قسم کا کام اختیار کرنے میں عام طور پر ضائع ہوتا ہے۔

سوم: مشینوں کی ایجاد پر، کیونکہ مشینوں کے باعث کام کم اور آسان ہو جاتا ہے۔ اور ایک فرد واحد کئی کئی آدمیوں کا کام انجام دے سکتا ہے۔

یعنی تقسیم عمل کی وجہ سے ہی مختلف صنعتوں میں گوناگوں ترقی ہوتی ہے اور سوسائٹی میں دولت کی افراط ہو جاتی ہے۔ کسی بھی مہذب معاشرے میں لوگوں کو بڑے بڑے گروہوں کی امداد اور ان کے اشتراک عمل کی ضرورت ہوتی ہے اور کوئی بھی شخص اس امر کا روادار نہیں ہوتا کہ وہ خیرت پر زندگی بسر کرے۔

پیشوں کے انتخاب کا تصور:

شاہ ولی اللہ اخلاقیات اور معیشت کے باہمی ربط پر بڑی عمدہ بحث کی ہے۔ ان کے مطابق اخلاق، حالات سے پیدا ہوتے ہیں۔ محض علوم سے نہیں۔ انہوں نے اخلاق کا تعلق معیشت کے ساتھ جوڑا۔ بلکہ عدل کو معاشی زندگی کی اساس قرار دیا۔[34]

اگر اس اصول پر عمل کیا جائے تو ایک پیشے میں افراد کی کثرت اور دوسرے میں قلّت نہیں ہوگی اور معاشرہ خوشحالی کی طرف گامزن ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی شاہ ولی اللہ ایسے پیشوں میں محنت کرنے کو جو کہ عیاشی پر مبنی ہوں اور معاشرہ کیلئے فائدہ مند نہ ہوں بلکہ ملک وقوم کیلئے بربادی کا سبب بنیں، پر پابندی لگانے کی بات کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ

"وان تكسبوا بعصارة الخمر وصناعة الاصنام كان ترغيباً للنّاس فى استعمالها على الوجه الذى شاع بينهم فكان سبباً لهلاكهم فى الدين فان ونّطت المكاسب واصحابها على الوجه المعروف الذى تعطيه الحكمة وقبض على ايوى المتكبين بالكساب القبيحة صلح مالهم۔"[35]

"اگر لوگ شراب نچوڑنے اور مجسمہ سازی وغیرہ سے روزی کمانے لگیں تو عام لوگوں میں ان اشیاء کے رواج کے مطابق ان کے استعمال کی ترغیب پیدا ہوگی اور دین کے معاملہ میں ان کی ہلاکت کس سبب بنے گی۔ اور اگر حکمت کے معروف طریقوں کے مطابق پیشوں اور پیشہ وروں کی تقسیم کا انتظام کیا جائے اور بُرے پیشوں پر پابندی لگائی جائے تو ان کی حالت درست ہو جائے گی۔"

جناب ممتاز احمد سالک لکھتے ہیں کہ:

"اسلام نے معیشت اور اخلاق کو باہم لازم وملزوم قرار دیا ہے۔ اگر اخلاق کو معیشت سے الگ کردیا جائے تو یہ ایک بے جان اور بے مصرف فلسفہ بن کے رہ جائے"۔[36]

اس طرح مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ:

"اسلام انسان کی اخلاقی نشوونما کو بنیادی اہمیت دیتا ہے اور اس مقصد کیلئے ضروری ہے کہ معاشرے کے اجتماعی نظام میں فرد کو اختیاری حسن عمل کیلئے زیادہ سے زیادہ مواقع حاصل رہیں۔ اور اس کے اندر ایک مضبوط اخلاق حسن پیدا کی جائے جس سے وہ خود انصاف کی راہ پر چلے"۔[37]

یعنی ایسی محنت جو کہ معاشرے کی بربادی کا سبب بنے شاہ ولی اللہ کے نقطہ نظر سے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے اور اس کے ساتھ ہی ایسے پیشوں کی محنت جو نقصان دہ ہے انہیں ذریعہ معاش کے طور اپنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

"وانحدد بعضهم الى اكساب ضارة كالسرقة والغصب وہذه كلها مدمّرة للمدينة فانهم انها محرمة واجتمع بنو أدم كلهم على ذٰلك"۔[38]

"بعض لوگ ضرر رساں پیشے اختیار کرنے لگتے ہیں مثلاً چوری، ڈاکہ اور یہ (ضرر رساں پیشے) ملک کیلئے تباہ کن ہیں۔ چنانچہ انسان کو الہام ہوا کہ یہ حرام ہیں اور تمام بنی آدم کا اس پر اجماع ہے۔"

محنت کے وہ تمام طریقہ کار جو معصیت پر مبنی ہوں اگر اس سے لوگوں کو روکا نہ جائے تو شاہ ولی اللہ کے نزدیک نہ صرف اس سے لوگوں کو ترغیب ملتی ہے بلکہ اس کے عام ہونے سے فساد بھی پیدا ہوتا ہے۔

پیشوں کے انتخاب کے حوالے سے ایڈم سمتھ کا نقطہ نظر ہے کہ:

Division of labour is limited by the extent of the power of exchanging.[39]

یعنی جتنی وسیع منڈی ہوگی۔ تقسیم عمل بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ اور اگر منڈی وسیع نہ ہو تو تقسیم عمل بھی نہ ہونے کے برابر رہ جاتی ہے۔

ایڈم سمتھ نے ہر طرح کی محنت کو فائدہ مند قرار نہیں دیا۔ ایڈم سمتھ نے محنت کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے:

There are two sorts of labour, productive and un-productive. One sort of labour which adds to the value of the subject upon which it is bestowed: there is another which has no such effect. The former, as it produces a value, may be called productive; the later unproducitve labour.[40]

"محنت کی دو قسمیں ہیں (i) بارآور اور (ii) غیر بارآور۔ محنت کی ایک قسم ہے کہ اس شئے کی قدر و قیمت میں اضافہ کر دیتی ہے۔ جس پر وہ صرف کی جاتی ہے۔ محنت کی ایک اور قسم ہے وہ اس قسم کی اثر آفرینی سے بے بہرہ ہے۔ پہلی قسم کی محنت کو بارآور محنت کہتے ہیں اور دوسری غیر بارآور محنت کہلاتی ہے۔"

اس حوالے سے ایک صناع کی محنت کو بارآور قرار دیا گیا ہے کہ اس سے خام مال کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں اس کا گزارا ہو جاتا ہے اور اس کے آقا کا منافع بھی نکل آتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس ایک خانگی نوکر ہے وہ محنت کرتا ہے لیکن اس محنت سے کسی شئے کی قدر و قیمت میں اضافہ نہیں ہوتا۔ یعنی خانگی نوکر کے رکھ رکھاؤ پر جو کچھ خرچ ہوتا ہے وہ واپس نہیں آتا ہے۔ خانگی ملازمت کے علاوہ بھی ایڈم سمتھ نے مزید کئی قسمیں اور بتائی ہیں جو کہ بارآور نہیں ہیں: لکھتے ہیں کہ:

The sovereign, for example, with all the officers both of justice and war who serve under him, the whole army and navy, are unproductive labourers. So ever, produces nothing for which an equal quantity of service can afterwards be procured.[41]

یہ معزز طبقات، مثلاً سلاطین، ملوک، ان کے عہدہ داران، عدالت اور ان کی بری اور بحری فوج یہ سب لوگ محنت شعار ہیں مگر ان کی محنت ثمر خیز نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ کوئی ایسی شئے پیدا نہیں کرتیں کہ ان کے معاوضے میں خدمت کی اتنی مقدار بعد میں حاصل ہو سکے۔

محنت کی تقسیم کا صرف یہی مطلب نہیں ہے کہ ہر شخص کو اس کے خاص کام یا پیشہ میں مشغول رکھا جائے بلکہ ہر کام اور ہر پیشہ یہاں تک کہ ہر ایک چیز کے بنانے میں یہ بات ہمیشہ مفید ہوتی ہے کہ حتی الامکان کام کو تقسیم کر دیا جائے۔ محنت کے دوسرے پہلو پر نظر کی جائے تو اس کو اجتماع قوت کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔ یعنی اکٹھے مل جل کر کام کرنا۔[42]

اس کے علاوہ بھی ایڈم سمتھ نے کچھ نہایت سنجیدہ تین اور پیشے بتائے ہیں جو کہ غیر بار آور ہیں۔ اس طرح کچھ نہایت ادنیٰ اور بے وقعت پیشوں کو بھی اسی زمرے میں شامل کیا ہے۔

اس میں اہل کلیسیا، اہل ادب، وکیل، ڈاکٹر، ایکٹر، رقاص، سرود کار، موسیقی نواز وغیرہ کو غیر بار آور طبقے میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ اس سے ایسی کوئی شئے وجود میں نہیں آتی ہے جس سے بعد میں محنت کی اتنی ہی مقدار حاصل ہو۔ اور ان میں سے ہر ایک کام ادھر وجود میں آتا ہے اور ادھر فنا ہو جاتا ہے۔

ایڈم سمتھ کے مطابق:

The proportion of the produce employed in maintaining productive hand determines the next year's produce.

بار آور مزدوروں کے رکھ رکھاؤ پر جس نسبت سے خرچ کیا جاتا ہے۔ آئندہ سال پیداوار اسی نسبت سے ہوتی ہے۔ یعنی ایڈم سمتھ کے مطابق تمام سالانہ پیداوار بار آور محنت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

تعاون باہمی اور ذاتی مفاد:

ڈاکٹر مرزا امجد علی بیگ شاہ ولی اللہ کے نقطۂ نظر کو بیان کرتے ہیں کہ:

"اگر مالی نفع ایسے طریقے پر حاصل کیا جائے کہ اس میں معاہدہ کرنے والوں کے درمیان تعاون اور محنت کو دخل نہ ہو۔ جیسے قمار یا زبردستی کی رضامندی کا اس میں دخل ہو تو اس قسم کے معاملات رضامندی کے معاملات نہیں کہلائے جاسکتے۔ اور نہ ان کو پاک ذرائع آمدن کہا جاسکتا ہے۔"[43]

تعاون باہمی اور ذاتی مفاد کے حوالے سے ایڈم سمتھ لکھتے ہیں کہ:

It is encouraged by self-interest and leads to division of labour.[44]

ہر شخص کا ذاتی مفاد اس رجحان کی ہمت افزائی کا باعث ہوتا ہے اور تقسیم عمل کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

کائنات میں موجود اشیاء دولت پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں لیکن محنت سے ہی ان پر عمل کر کے ان کو مزید دولت پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔ محنت ہی اشیاء کو تبدیل کر کے اور ان میں قدر شامل کرتی ہے۔ اس طرح محنت اس شئے میں قدرتی طور پر سرایت کر جاتی ہے۔ اور محنت ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے انسانی جان کو

محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ محنت معاشرے کیلئے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ کسی چیز کی جو قیمت ادا کی جاتی ہے اس میں محنت بھی شامل ہوتی ہے۔[45]

کسی بھی قسم کی پیداوار میں زمین، محنت اور سرمایہ تینوں مل کر کام کرتے ہیں۔اس طرح آجر اور اجیر ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ایڈم سمتھ کے مطابق اشیاء کی قدر اور تقسیم کار کو اکیلے نہیں کیا جاسکتا ہے۔یہ سب ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور اسی سے معاشی نظام چلتا ہے۔ایڈم سمتھ کی یہ بات اس وقت کے حوالے سی ایک بالکل نئی بات تھی۔[46] یعنی اگر کوئی شخص ہر تقسیم عمل کا خواہاں ہے تو وہ یہ سب اپنے ذاتی فائدے کیلئے کرتا ہے۔

صلاحیتوں کے مطابق پیشوں کا انتخاب:

شاہ ولی اللہ کے نزدیک اپنی قابلیت، صلاحیت اور حالات کی مناسبت سے پیدائش دولت کے ذرائع میں سے انتخاب انسان کا بنیادی حق ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی شاہ ولی اللہ یہ واضح کرتے ہیں کہ ہر شخص کی صلاحیتیں یکساں نہیں ہیں۔لکھتے ہیں:

"واوجب اختلاف استعداد بنى آدم ان يكون فيهم السيد بالطبع وهو الا كيس المستقل بمعيشه ذو سياسية ورفاهية جبلتين ۔ والعبد بالطبع وهو الاخرق التابع ينقاد كما يقاد ، وكان معاش كل واحد لا يتمّ الا بالأخر، ولا يمكن التعاون فى المنشط والمكره الا بان يوطنا انفسها علىٰ ادامة هذا لربط"۔[47]

”یہ واضح ہے کہ سب انسانوں کو ایک ہی استعداد پر پیدا نہیں کیا گیا اس لئے بعض بالطبع سیادت اور آقا بننے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ یہ وہ اشخاص ہیں جو مستقل معاش کے مالک اور پیدائشی طور پر سیاسی بصیرت اور رفاہیت عامہ کا ملکہ رکھتے ہیں اور بعض بالطبع غلام ہوتے ہیں، بیوقوف اور تابعداری کرنے والے ہوتے ہیں۔ معاشی معاملات میں دونوں قسم کے اشخاص ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں اور راحت اور رنجھ میں یہ دونوں قسم کے اشخاص ایک دوسرے کے اس صورت میں کام آسکتے ہیں جبکہ وہ دل سے تعاون کے ربط کو قائم رکھنے پر آمادہ ہوں۔“

یعنی شاہ ولی اللہ کے مطابق تمام افراد کیلئے محنت کرنا واجب ہے اور تمام افراد اپنی ذہنی، جسمانی صلاحیتوں کے مطابق اپنے لئے مختلف پیشے منتخب کریں اور اس میں محنت کرکے ترقی کریں۔اس کے علاوہ شاہ ولی اللہ نے وہ پیشے بھی بتائے ہیں جن میں محنت کرکے معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔

"اصول المكاسب الزّرع والراعى والتقاط الاموال المباحة من البر والبحر،من المعدن والشبات والحيوان والصناعات من تجارة وحداوة وحياكة وغيرہا۔"[48]

"اور کمانے کے اصول (پیشے) یہ ہیں : کھیتی باڑی، گلہ بانی، خشکی اور تری سے مباح مال یعنی معدنیات، نباتات، حیوانات حاصل کرنا اور صنعت وحرفت یعنی نجاری، آہنگری اور پاچہ بافی وغیرہ۔"

صلاحیت کے مطابق پیشوں کے انتخاب کے حوالے سے ایڈم سمتھ کا نظریہ یہ ہے کہ :

> The difference of natural talent, on different men is, in reality much less than we are aware of ; and the very different genius which appears to distinguish men of different professions, when grown up to maturity, is not upon many occasions so much the cause, as the effect of division of labour.[49]

مختلف انسانوں میں قدرت کی مختلف قابلیتیں جلوہ گر ہوتی ہیں اور ان میں ایک گونہ تفاوت بھی ہوتا ہے۔ مگر یہ تفاوت اس سے بہت کم ہوتا جتنا ہم سمجھتے ہیں۔ جب مختلف صناع اور پیشہ ور اپنے اپنے پیشوں میں کمال حاصل کر لیتے ہیں تو ان میں بہت زیادہ امتیاز ہو جاتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ امتیاز ذہانت اور طباعی پر مبنی ہے لیکن اکثر اوقات یہ امتیاز و تفاوت تقسیم عمل کا نتیجہ ہوتا ہے۔

نتائج تحقیق:

- شاہ ولی اللہ کے نزدیک محنت سے مراد انسان کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کا عمل پیدائش میں حصہ لینا ہے جبکہ ایڈم سمتھ کے نزدیک ہر انسان اپنے ذاتی مفاد کے تحت محنت کرتا ہے۔
- شاہ ولی اللہ کے نزدیک اسلام محنت کے ضمن میں اخلاقی قدروں کا پامال کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ ایڈم سمتھ صرف ایسی محنت کے محنت شمار کرتے ہیں جس سے پیداوار میں اضافہ ہو۔
- شاہ ولی اللہ جبری محنت کے قائل نہیں اور ایڈم سمتھ غیر پیداواری محنت کو محنت تصور نہیں کرتے۔
- شاہ ولی اللہ ایسی محنت کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جو اخلاقی حدود کے اندر ہو اور ایڈم سمتھ اہل کلیساء، ڈاکٹرز اور آرٹسٹ وغیرہ کی محنت کو محنت ہی شمار نہیں کرتے کیونکہ اس سے پیداوار میں اضافہ نہیں ہوتا۔
- شاہ ولی اللہ ایسی محنت کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جو منفعت اور اجرت کے اعتبار سے آزاد ہو اور جبکہ ایڈم سمتھ محنت کے نزدیک محنت کے حوالے سے مادیت کا تصور پایا تا جاتا ہے ان کے نزدیک مادی اشیاء میں اضافہ کو ہی محنت شمار کرتے ہیں۔

- شاہ ولی اللہ کے نزدیک انسان جو بھی کام کرے ان میں مہارت حاصل کرنا ضروری ہے۔اسی طرح ایڈم سمتھ کے نزدیک بھی مہارت حاصل کرنا ضروری ہے۔
- شاہ ولی محنت میں تعاون باہمی کے عمل کو ضروری قرار دیتے ہیں جبکہ ایڈم سمتھ محنت کو طلب و رسد کے اصول کے تحت بیان کرتے ہیں۔
- شاہ ولی اللہ کے نزدیک ہر انسان کی صلاحیتیں پیدائشی لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں اور اس کو اس کی صلاحیتوں کے مطابق پیشے کو اختیار کرنا چاہیۓ جبکہ ایڈم سمتھ کے مطابق ہر انسان کے اندر تربیت کے ذریعے سے صلاحیتوں کو اجاگر کیا جاسکتا ہے۔
- شاہ ولی اللہ محنت کے حوالے سے حلال و حرام کو بہت ضروری قرار دیتے ہیں جبکہ ایڈم سمتھ کے نزدیک محنت صرف پیداواری اور غیر پیداواری ہوتی ہے۔
- شاہ ولی اللہ دفاع کے حوالے سے فوج کی محنت کو ضروری قرار دیتے ہیں جبکہ ایڈم سمتھ فوج کی محنت کو غیر بارآور تصور کرتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ اور ایڈم سمتھ دونوں ہی افراد کے محنت کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات ان کے مذہب سے مضبوط تعلق کو واضح کرتے ہیں لیکن ایڈم سمتھ صرف معاشی نقطہ نظر کو بیان کرتے ہیں کہ اگر محنت سے پیداوار ہو رہی ہے تو معاشرے کی ترقی ممکن ہے ورنہ نہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1 شان الحق، حقی، فرہنگ تلفظ، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۰۲ء، ص ۸۴۸

Shān al-Ḥāq, Ḥaqī, Farhang Talafuz, Muqtadirah Qawmī Zabān Pakistan, 2002, p.848

2 کیرانوی، بدالزمان قاسمی، مولانا، القاموس الفرید، قاموس ثلاثی اللغات، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۱۵ء، ص ۱۷۰۸

Kayrānwī, Badī al-Zamān, Mawlānā, Al-Qāmūs Al-Farīd, Qāmūs Thalāthī al-Lughāt, Dār al-Ishā'at: Karachi, 2015, p.1708

3 لوئیس معلوف، المنجد(اردو)، دارالاشاعت کراچی، ص ۲۸۲۔۲۸۳)

Luways, Ma'lūf, Al-Munjid (Urdu), Dār al-Ishā'at, Karachi, p. 282-283

4 The New Encyclopedia Britannica; Publisher Encyclopedia Britannica INC Chicago, U.S.A, 1988, Vol7, P. 80

5 Tarbell Ida, Selection from the letter, Speeches and state papers of Abraham Lincoln, Ginn and Company Boston New York, 1916, p.77

6 ندوی، محمد حنیف، مولانا، افکار ابن خلدون، علم و عرفان پبلشرز لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۳۴

Nadwī, Muḥammad Hanīf, Mawlānā, Afkār Ibn Khuldūn, 'Ilm-o-'Irfān, Publishers: Lahore, 2003, p.34

7 مودودی، ابوالاعلیٰ سید، معاشیات اسلام، مرتب خورشید احمد، ادارہ معاف اسلامی کراچی، ۱۹۸۲ء، ص ۱۵۹

Mawdūdī, Abū al-A'lā Syed, Mu'āshiyāt al-Islām, edt. Khurshīd Aḥmad, Idārah Mu'ārif al-Islāmi, Karachi, 1982, p. 159

8 النجم ۵۳: ۳۹

Al-Najm 53: 39

9 عالی، جمیل الدین، ڈاکٹر، لغت منتخب جدید، اقتصادی اصلاحات، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۰۰ء، ص ۲۴۰

'Ālī, Jamīl al-Dīn, Dr, Lughat Muntakhab Jadīd, Iqtiṣādī Isṭalāḥāt, Muqtadira, Qawmī, Zabān, Pakistan, 2000, p.240

10 العنکبوت، ۲۹: ۶

Al-Ankabūt, 29: 6

11 فاطر، ۳۵: ۱۸

Fāṭir, 35: 18

12 البلد، ۹۰: ۱-۴

Al-Balad, 90: 1-4

13 الرعد، ۱۳: ۱۱

Al-Ra'd, 13: 11

14 الجمعۃ، ۶۲: ۱۰

Al-Jummu'ah, 62: 10

15 بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، باب البیوع، ج ۱، ص ۲۷۸

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Bāb al Buyū', Vol.1 p. 278

16 بخاری، ابوالاجاراں، ج۱، ص۳۰۱

Bukhārī, abu Al-Ajārā, Vol.1, p.301

17 ہاریس بیل، لاز آف ویلتھ، مترجم غلام الحسنین، مولوی، مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس، لاہور، ۱۹۰۴ء، ص۵۔۶

Harris Bell, Laws of Wealth, transl. Ghulām Al-Ḥasnayn, Maulwī, Maṭbū'ah Rafāh 'Āam Steam Press Lahore, 1904, p. 5-6

18 فاروق عزیز، پروفیسر، ڈاکٹر، مروجہ اسلامی معاشی تصورات، قرآنی تناظر میں، اسلامک بک سنٹر، ۲۰۰۴ء، ص۱۰۰۔۱۰۳

Fārūq Azīz, Professor, Dr. Murawijah Islāmi Mu'āshī Tasawwurāt, Qur'ānī Tanāzur Main, Islamic Book Center, 2004, p.100-103

19 لیف لیونتیف، ترقی، سیاسی معاشیات ترجمہ، امیر اللہ خان، دارالاشاعت ترقی، ماسکو، ۱۹۷۵ء، ص۲۰۔۲۵

Lef, Leuntif, Taraqqī, Siyāsī Mu'āshiyāt, trans. Amīrullah Khan, Dār al-Ishā'at Taraqqī, Moscow, 1975, p. 20-25

20 دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ البالغہ، دار الجیل، بیروت، ۱۴۲۶ھ، ج۲، ص۱۶۰

Dehlwī, Shāh, Walī Ullah, Ḥujat al-Bālighah, Dār-al-Jīl, Beirūt, 1426 AH, Vol.2 P.160

21 دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ البالغہ، ج۱، ص۷۱

Dehlwī, Shāh, Walī Ullah, Ḥujat al-Bālighah, Vol.1, P.71

22 دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ البالغہ، ج۱، ص۴۵

Dehlwī, Shāh, Walī Ullah, Ḥujat al-Bālighah, Vol.1, P.45

23 دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ البالغہ، ج۱، ص۹۳

Dehlwī, Shāh, Walī Ullah, Ḥujat al Bālighah, Vol.1, P.93

24 یوسف القرضاوی، اسلام اور معاشی تحفظ، ترجمہ عبدالحمید صدیقی، البدر پبلی کیشنز، ۴۰-بی، اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۰ء، ص ۴۶۔۴۷

Yūsuf al-Qardāwī, Islām aur Mu'ashī Taḥaffūz, trans. Abd al-Ḥamīd Siddīquī, Al-Badr Publications, 40-B, Urdu Bāzar, Lahore, 1980, p. 46-47

25 Wealth of Nations: Adam Smith, P/vii

26 دہلوی، شاہ ولی اللہ، البدور البازغہ، ص ۸۸

Dehlwī, Shāh, Walī Ullah, Al-Badūr al-Bāzighah, P.88

27 شاہ ولی اللہ، البدور البازغہ، ص ۱۲۱

Dehlwī, Shāh, Walī Ullah, Al-Badūr al-Bāzighah, P.121

28 علامہ اقبال، ڈاکٹر، علم الاقتصاد، اقبال اکادمی، کراچی، ص ۷۰

Allāmah Iqbāl, Dr. ‘Ilm al-Iqtiṣād, Iqbal Academy, Karachi, p. 70

29 علامہ محمد اقبال، ڈاکٹر، علم الاقتصاد، ص ۵۷

Allāmah Iqbāl, Dr. ‘Ilm al-Iqtiṣād, p. 57

30 قریشی، طفیل احمد، شاہ ولی اللہ کی نظر میں مسلمانوں کے معاشی مسائل کا حل، فکر و نظر اسلام آباد، ۱۹۶۹ء، ج ۴، ص ۷

Qurashī, Ṭufaīl Ahmad, Shāh Walī Ullah ki Nazar Main Musalmāno Kay Mu'āshi Masā’il ka Ḥal, Fikr-o-Nazar, Islamabad, 1969, Vol.4, p.7

31 Wealth of Nations: Adam Smith, P/vii

32 ابن خلدون، عبد الرحمن، علامہ، مقدمہ ابن خلدون، ج ۲، ص ۳۴۹

Ibn Khuldūn, ‘Abd al Rahmān, Allāmah, Muqadimah Ibn Khuldūn, Vol.2, p.349

33 Wealth of Nations: Adam Smith, P/vii

34 بشیر احمد شیخ، شاہ ولی اللہ کا فلسفہ عمرانیات و معاشیات، مکی دار الکتب، لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۱۶۴

Bashīr Ahmad Shaykh, Shāh Wali Ullāh ka Falsafah ‘Imrāniyāt wa Mu'āshiyāt, Makkī Dār al-Kutub, Lahore, 1984, p. 164

35 دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ البالغہ، ج ۲، ص ۱۶۳

Dehlwī, Shāh, Walī Ullah, Ḥujat al-Bālighah, Vol.2, P.163

36 سالک، ممتاز احمد، معیشت و اخلاق، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، مجلہ القلم، ج ۱، ش ۱، ص ۸۶

Sālik, Mumtaz Ahmad, Ma’īshat wa Akhlāq, Idārah ‘Ulūm al-Islamiyyah, Jāmi’ah Punjab, Lahore, Majallah Al-Qalam, Vol.1, Issue,1, P. 86

37 مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، معاشیات اسلام، ص ۳۰۸

Mawdūdī, Abu al-A'alā Syed, Mu'āshiyāt-e-Islām, P. 308

38 دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ البالغہ، ج ۱، ص ۵۲

Dehlwī, Shāh, Walī Ullah, Ḥujat al Bālighah, Vol.1, P.52

39 Wealth of Nations: Adam Smith, P/17

40 Wealth of Nations: Adam Smith, P/314

41 Wealth of Nations: Adam Smith, P/315

42 ہاریس بیل، لاز آف ہیلتھ، قوانین دولت، ص ۶۔۷

Harris Bell, Laws of Wealth, P. 6-7

43 امجد علی بیگ، مرزا، ڈاکٹر، شاہ ولی اللہ کی تعلیمات کے اقتصادی پہلو، الرحیم حیدر آباد، ۱۹۸۶، ص ۱۵

Amjad Ali Baig, Mirza, Dr., Shāh Walī Ullāh ki Ta;līmāt kay Iqtiṣādī Pehlū, Al-Rahīm, Hyderabad, 1986, p.15

44 Wealth of Nations: Adam Smith, P/15

45 Joakim Kromann Rasmussen, the Invisible hand; the metaphysics in the theory of Adam Smith compared with Modern Economics, (Copenhagen Business School, 2011, P/38-39

46 Eamonn Butler, Adam Smith, a primer, Iea, the Institute of Economic Affairs, London, 2007, P/46

47 دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ البالغہ، ج ۱، ص ۸۹

Dehlwī, Shāh, Walī Ullah, Ḥujat al-Bālighah, Vol.1, P.89

48 دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ البالغہ، ج ۱، ص ۹۱

Dehlwī, Shāh, Walī Ullah, Ḥujat al-Bālighah, Vol.1, P.91

49 Wealth of Nations: Adam Smith, P/15